www.ahlulathar.net

جس سے علم حاصل کیا جارہا ہے اس کے تزکیئے کو ہم کیسے جانیں؟

از شیخ سلیمان بن سلیم اللہ الرحیلی حفظہ اللہ

سوال: ہمارے شیخ السلام علیکم ورحمۃ اللہ! اللہ آپ کو جزائے خیر دے اور آپ کے علم سے نفع بخشے۔

ہمارے یہاں بعض طلابِ علم ہیں جن کے بارے میں ہم خیر ہی جانتے ہیں۔ اللہ نے ان کے ذریعے لوگوں کو نفع پہنچایا ہے اور یہ عقیدے اور سنت کی کتابیں پڑھاتے تھے یہاں تک کہ بعض دیگر طلبہ آئے اور انہوں نے کہا اور یہ بات پھیلائی کہ پہلی چیز یہ ہے کہ علم صرف بڑے علماء سے ہی لیا جاتا ہے! اور دوسری چیز کہ جو بھی ان جیسے دروس قائم کرتے ہیں ان کے لئے تزکیہ کا ہونا ضروری ہے۔ اس کے نتیجے میں بعض لوگوں نے ان دروس کو چھوڑ دیا اور ہمارے علاقے میں کوئی اور درس ان کی جگہ قائم نہیں ہے۔ تو اس تعلق سے ہمارا موقف کیا ہونا چاہئے؟

جواب: اس میں کوئی شک نہیں کہ علم بڑے (علماء) سے ہی حاصل کرنا چاہئے، اور تزکیہ بھی ضروری ہے۔ لیکن یہ بڑے (علماء) کون ہیں؟ بڑے (علماء) وہ ہیں جن کے علم نے انہیں بڑا کیا ہے اور وہ اپنے علم سے جانے جاتے ہیں گرچہ ان کی عمر کم ہی کیوں نہ ہو اور نوجوان ہی کیوں نہ ہوں۔ صحابہ کرام میں بعض بڑے (علماء) تھے جو کم عمر تھے۔ ان سے علم حاصل کیا جاتا تھا اور ان کے علم نے دنیا کو روشن کیا تھا۔ یہ ایک بڑا مسئلہ ہے جو بڑے (علماء) کے تعلق سے ہے اور یہ کہ بہت سارے چھوٹے لوگوں کو ان کا علم بڑا کر دیتا ہے اور وہ مضبوط اور نافع علم سے جانے جاتے ہیں۔ ایسا سلف میں صحابہ کے دور سے لے کر ائمہ کے دور کے بعد تک بہت زیادہ تھا۔

اور تزکیہ بھی ضروری ہے کیونکہ علم دین میں سے ہے تو ہمیں چاہئے کہ ان کو دیکھیں جن سے ہم اپنا دین لے رہے ہیں۔ لیکن یہ تزکیہ کیسے ہوتا ہے؟ تزکیہ تین چیزوں سے (معلوم) ہوتا ہے۔ پہلی چیز: معتبر علماء کا یا بعض علماء کا اس شخص کے لئے تزکیہ لکھ کر دینا۔ تزکیہ کو ہم ایک، دو یا تین عالم تک محدود نہیں کرتے بلکہ اگر کوئی بھی معتبر عالم یا ان میں سے ایک جماعت اگر لکھ کر دے دیں کہ فلاں کو تزکیہ ہے اور یہ علم لینے کے قابل ہے (تو یہ تزکیہ ہے)۔

دوسری چیز: کہ وہ تعلیم دینے میں مشہور ہو جائے اور اس پر کسی اہلِ علم نے انکار نہ کیا ہو۔ یہ مدرس معروف ہو اور یہ اس سے مشہور ہو جائے، اور کسی معتبر اہلِ علم سے اس کی تدریس پر انکار بھی نہ ہو تو یہ سکوتی تزکیہ (خاموش تزکیہ) ہے کیونکہ یہ علماء کے مقام کے لئے لائق نہیں کہ کسی سے منع کرنا ہو تو وہ اس پر خاموشی اختیار کریں۔

اور تیسری چیز: اور یہ اپنی جگہ بہت اہمیت رکھتا ہے کہ اسے اس کے علم نے تزکیہ دیا ہو، تو وہ سنت کے علاوہ کسی اور چیز کی تعلیم نہیں دیتا ہو، یعنی جو اس میں سے حق ہو اور وہ صرف علمائے (اہلِ) سنت سے ہی (علم) لیتا ہو اور صرف علمائے سنت کی کتابوں کا ہی اقرار کرتا ہو اور کسی معتبر عالم کا رد اس پر نہ ہو اور نہ ہی وہ سنت کی مخالفت کرتا ہو تو یہ (ایسا ہے گویا) اس کے علم نے اسے تزکیہ دیا ہے۔

اور ہر نفع بخش طالبِ علم کو علماء نہیں جانتے۔ مگر اس کے علم کو دیکھا جائے گا جسے وہ پھیلا رہا ہے! کیا وہ (لوگوں کو) سنت سکھاتا ہے؟ کیا وہ علمائے اہلِ سنت کی رائے کا احترام کرتا ہے؟ کیا وہ علمائے اہلِ سنت کے کلام کو نقل کرتا ہے؟ تو اگر ایسا ہے تو (گویا) اس کے علم نے اسے تزکیہ دیا ہے اور اس سے علم لیا جائے گا۔

(سائل کا) یہ کہنا کہ علم کسی سے نہ لیا جائے گا مگر اس سے جسے علماء نے لکھ کر تزکیہ دیا ہو تو ایسا کہنا خیر کے دروازے کو بند کرنا ہے۔ بہت سارے ملکوں میں طلابِ علم ہیں جو لوگوں کو سنت سکھاتے ہیں، اور اہلِ سنت کی (کتابوں کی) شروحات پڑھاتے ہیں، اور لوگوں کو جتنا انہوں نے سیکھا اس کا علم دیتے ہیں، مگر ان کے پاس کسی خاص عالم کا تزکیہ نہیں ہوتا ہے، اور کوئی ایسی چیز بھی نہیں جانی جاتی ہے جو ان کے علم کو جرح کرتی ہو۔ تو اگر ہم یہ کہیں گے کہ ان سے علم نہیں لیا جائے گا تو بہت سارے ملکوں میں علم باقی ہی نہیں رہے گا۔ اور یہ خیر کے دروازے کو بھی بند کر دیگا۔ اور (اس کے نتیجے میں) اہلِ بدعت درس دینے کے لئے کھڑے ہو جائیں گے اور اہلِ سنت رک جائیں گے۔ اور اہلِ سنت اہلِ بدعت سے علم لینے لگیں گے یا انٹرنٹ یا اور جگہوں سے علم لینے لگیں گے اور ایسا کرنا نہ صحیح ہے اور نہ ٹھیک ہو گا۔

تو ہم کہتے ہیں کہ تزکیہ ضروری ہے اور اس میں ہمیں نرمی برتنا صحیح نہیں کہ ہم ہر کوئی سے علم لے لیں! لیکن تزکیہ کیسے ہوتا ہے؟ یا تو کسی عالم یا علمائے معتبرین کا جو سنت پر جانے جاتے ہیں کا لکھ کر دے دینا۔ یا وہ شخص علم دینے والوں میں مشہور ہو گیا ہو اور کسی عالم نے اس کی نکیر نہ کی ہو، یا ایسا صحیح سالم علم جو جرح سے خالی ہو، جس سے طالب علم جان لیا جاتا ہے جو علم دے رہا ہے۔

پھر اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر شخص کے لئے واجب ہے کہ وہ وہاں پر رکے جہاں تک اس کا علم ہے اور علم سے آگے نہ بڑھے، جہاں تک اس کا علم ہے وہیں تک لوگوں کو پڑھائے۔

بہت سارے مسلمان ملکوں میں ان کی ضرورت ہے جو (لوگوں کو) اصول پڑھائے۔ تو جو یہ (دین کے) اصول جانتا ہے اور اس نے (علمائے) اہلِ سنت سے انہیں ضبط کیا ہے تو یہ لوگوں کو سکھائے، مگر (اس سے) وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نہیں ہو جائے گا۔ بعض طالبِ علم ایک دو کتابیں پڑھ لیتے ہیں پھر لوگوں کو پڑھانے چلتے ہیں، اور اس سے وہ پھول جاتے ہیں اور بعض اکابر علماء پر رد کرنے لگتے ہیں اور ہر چیز میں فتویٰ دینے لگتے ہیں اور ہر مسئلے میں بولنے لگتے ہیں! اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ گمراہی ہے۔ محسن وہ ہے کہ وہاں رکے جہاں اس کا علم رکتا ہو اور خیر و سنت کو پھیلاتا ہو۔

ہمارے لئے جائز نہیں کہ ہم خیر اور سنت کی نشر کے راستے میں رکاوٹ بنیں۔ اور اسی چیز پر ہم نے اپنے علمائے کرام کو پایا جیسے شیخ ابن باز رحمہ اللہ اور شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کو ایسے ہی طلابِ علم سے معاملہ کرتے ہوئے۔

اور جس کے بارے میں جرح معروف ہے یا اس کا علم خلط ملط ہے یا جو ہر طرح سے مجہول ہے تو ایسے لوگوں سے علم نہیں لیا جاتا۔ واللہ اعلم

یہ سوال شیخ سے شوال ۱۴۳۴ھ میں مسجد سلف الصالح، شارجہ میں منعقد مالی فقہ پر دورہ کے دوران کیا گیا تھا۔

ترجمہ: ابو مریم اعجاز احمد